

گلزارِ معروف

تصنیف

حضرت حاجی محمد امداد اللہ فہاجر کی امداد

قدح مسیح



Margie

أَدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

تذلل ظاہر کر کے اور خفیہ طور پر اپنے رب کے دعا کرو۔ بلاشبہ وہ حد سے بڑھ
جانے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

گلزار معرفت

حصہ اول

مصنف

ہادی دین متین امام السالکین و پیشوائے عارفین
حضرت مولانا الحاج محمد امداد اللہ صاحب مہاجر کی تقدس سرہ
شائع کردہ

خان بہادر حاجی محمد وجیہ الدین - ایم - بی - ای
سی - ٹی - آر مس اینڈ امیونیشن امپوریم کراچی صدر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مناجات

الہی یہ عالم ہے گلزار تیرا
 جہاں لطف گل ہو وہیں خار غم ہو
 عجب رنگ برنگ ہر رنگ میں ہے
 خوشی غم میں کھی ہو اور غم خوشی میں
 یہ نقشہ دو عالم کا جو جلوہ گر ہے
 یہ کوتاہی اپنی نظر کی ہے یا رب
 بہر رنگ ہر شے میں ہر جا پہ دیکھو
 نہیں وہ جگہ اور نہیں وہ مکاں ہو
 تو ظاہر ہے اور لاکھ پردہ میں ہے تو
 تو اول، نہیں ابتدا تیری یا رب
 تو اول تو آخر تو ظاہر تو باطن
 نظر کو اٹھا کر جدھر دیکھتا ہوں
 الہی میں ہوں بس خطا وار تیرا
 عجب نقش قدرت نمودار تیرا
 ہر گل خار میں، گل میں ہے خار تیرا
 یہ ہے رنگ صنعت کا اظہار تیرا
 عجب تیری قدرت عجب کار تیرا
 ہے پردہ میں روشن سب انوار تیرا
 ترے نور کو سمجھیں اغیار تیرا
 چمکتا ہے جلوہ قسم دار تیرا
 کہ جس جا نہیں ذکر و اذکار تیرا
 تو باطن ہے اور نعمت اظہار تیرا
 تو آخر، نہیں انتہا کار تیرا
 تو ہی ہے تو ہی یا کہ آثار تیرا
 تجھے دیکھتا ہوں نہ اغیار تیرا
 مجھے بخش ہے نام عفا ر تیرا

عفو کس سے چاہے گنہگار تیرا
 الٹی مبتا چھوڑ سہر کار تیری
 نگاہ کرم شک بھی کافی ہے تیری
 دوا یا رضا کیا کروں میں الٹی
 مرض لا دوا کی دوا کس سے چاہوں
 میں ہوں چیز تیری جو چاہے سو کر تو
 الٹی میں سب چھوڑ گھر بار اپنا
 سوا تیرے کوئی نہیں میرا بار
 کہاں جاؤں جسکانہ ہو کوئی تجھ بن
 کیا اپنے در سے اگر دور اس کو
 نہ پوچھے سوانیک کاروں کے گر تو
 گناہوں نے ہر طرف مجھ کو گھیرا
 رہیگانہ کچھ نقد عصیاں سے میرا
 دلیر ہم گناہوں پہ کیونکر نہ ہو دیں
 سدا خواب غفلت میں ستا رہا میں
 چلا نفس و شیطاں کے احکام میں
 کہو کس سے چھوڑے گرفتار تیرا
 کہاں جاؤں اب بندہ لاچار تیرا
 میں ہوں بندہ گرچہ بہت خوار تیرا
 کہ وارو بھی تیری اور آزار تیرا
 تو ثانی ہے میرا میں بیمار تیرا
 تو سختار میرا میں لاچار تیرا
 لیا ہے پکڑا اب تو دربار تیرا
 تو مولا ہے میں عبد بیکار تیرا
 کسے ڈھونڈے جو ہو طلبگار تیرا
 کہ ہر جاٹے عاجز یہ لاچار تیرا
 کہاں جا یہ بندہ گنہگار تیرا
 سنا جب کہ ہے نام غفار تیرا
 لگے گا جو رحمت کا بازار تیرا
 کہ ہے نام غفار ستار تیرا
 نہ اک دم ہوا آہ بیدار تیرا
 نہ مانا کوئی حکم زہار تیرا

بُرے کام میں عمر افسوس کھوئی
 نہ رسوا ہوں جیسا بیاں، حشر کو بھی
 مری مشکلیں ہو دیں آسان اکدم
 خبر بچو میری اس دم الہی
 ہوں علامات عصیاں ہی حشر روشن
 کہاں میرے عصیاں کہاں تیری رحمت
 لگیں کرنے کا فر بھی امید بخش
 گناہ میرے حدی زیادہ ہیں بارب
 نہ ڈر دشمنوں سے رہا مجھ کو جسکے
 تنہا ہے اس بات کی مجھ کو ہر دم
 ترا نام تیریں جلالت ہے دل کی
 الہی رہے منت مرنے کے جاری
 نہ کوئی مرا ہے نہ میں ہوں کسی کا
 تو میرا میں تیرا، میں تیرا تو میرا
 نہیں میں تو ہی ہے، تو ہی نہیں میں
 میں ہوں عبد تیرا تو معبود میرا
 کیا میں نہ اچھا کوئی کار تیرا
 نہ ہوں جبکہ ہو عام دربار تیرا
 جو ہو جا کر مجھ پر اک بار تیرا
 کھلے جب بخشش کا اخبار تیرا
 جو ہو مہر رحمت نمودار تیرا
 کہاں جس کہاں بحر ذخار تیرا
 لگے ہونے جب رحم اظہار تیرا
 مجھے چاہئے رحم بسیار تیرا
 کہا تو نے میں ہوں مددگار تیرا
 کہ دل سے زباں پر ہوا ذکر تیرا
 ہر اک بات کج خوش ہے تکرار تیرا
 بتضیق دل لب پہ اقرار تیرا
 تو میرا میں عاجز دل افکار تیرا
 ترا فضل میرا، میرا کار تیرا
 تو ہے نور میرا، میں آمار تیرا
 تو مسعود، میں ساجد زار تیرا

الہی بچا قمر سے اپنے مجھ کو
 یہ جو رد جفا ہم سے ہم پر یارِ ب
 بدوں کو کرے نیک نیکوں کو بد تو
 نہیں کافروں کو جو توفیقِ ایمان
 حکومت ہوئی اسکو حالِ جہاں کی
 فنا ہو گیا جو تری دوستی میں
 دو عالم خریدار ہو اس کا بیشک
 کھلیں اس کی آنکھیں کریں جہنم
 رہے ہوش اسکو کسی کا نہ اپنا
 الہی مجھے ہوش ہے اب تو ایسا
 تو کزِ خیر ساری خبریں سے مجھ کو
 میں ہر درد اور مرض سے چھوٹ جائوں
 الہی وہ جسلوہ محبت عطا کر
 الہی عطا ذرہ دردِ دل ہو
 بنا اپنا قیدی کر آزاد مجھ کو
 جو جاگا سو سو یا جو سو یا سو جاگا
 کہ ہے عفو بخش، کرم، کارِ تیرا
 نہیں ظلم اور جورِ اطوارِ تیرا
 یہ ہے بے نیازی کا بازارِ تیرا
 کہ ہے نامِ قہارِ جبارِ تیرا
 ہوا جو کوئی حکمِ دہرِ تیرا
 تو ہے یار اس کا وہ ہے یارِ تیرا
 جو ہو نقدِ جاں سے خریدارِ تیرا
 عیاں ہو نہاں اُس پر اسرارِ تیرا
 الہی ہوا جو کہ ہشیارِ تیرا
 رہوں میں سدا مست و بخوارِ تیرا
 الہی رہوں اک نصیرِ دارِ تیرا
 جو لگ جا محبت کا آزارِ تیرا
 جو کر دے مجھے عاشقِ زارِ تیرا
 کہ مرنے سے بے دردِ بیمارِ تیرا
 ہے آزاد سب سے گرفتارِ تیرا
 سلا مجھ کو تاہوں میں سدا تیرا

کہ نیت خواں بخشش ہے تیار تیرا
 ہے شاہ دگدا ہر نمک خوار تیرا
 نہیں کرنا معمول انکار تیرا
 میں تجھ سے ہوں یارب طلبگار تیرا
 ہر اک شے سے ہر وصل درکار تیرا
 تو مطلوب میں ہوں طلبگار تیرا
 میسر ہو اسے کاش دیدار تیرا
 کہ تجھ میں ہے دیاں یہ اب تیرا
 میں سایہ نطفہ گرچہ ہوں جارتیرا
 دے آہ ملنا ہے دشوار تیرا
 ستانا ہے پھر عبرت و غوار تیرا
 نہیں گھلتا یارب یہ اسرار تیرا
 کہ تا دیکھوں بے پردہ دیدار تیرا
 کہ ہے کون تو کیا ہے گفتار تیرا
 کہ تا جلوہ گر اُس میں ہو یار تیرا
 وہیں جلوہ فرما ہے دلدار تیرا

بھکاری ترا جائے محروم کیوں کر
 ترا خواں انعام ہے عام سب پر
 بھکاری کروڑوں تھے ہوں نہ کیونکر
 کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ چاہتا ہے
 نہیں اس پر زیادہ مجھے کوئی خواہش
 نہیں دونوں عالم سے کچھ تجھ کو مطلب
 ہے جنت کی نعمت تو سب میرے سر
 میرے دل میں ملک جلوہ فرما الہی
 نہیں وصل افسوس قسمت میں میری
 تھے جان و دل کی بھی نزدیک میرے
 ہوں با وصف اس قرب کے دور ایسا
 یہ قرب معیت ہے پھر بعد ایسا
 حجاب خودی میرا یارب اٹھائے
 ذرا آپ اپنے میں اسکا اد آتے
 تو کر صیقل آئینہ دل نام حق سے
 زباں و حطرت دل کے مشغول ہو تو

تجھے غم ہے کیا رب ہے غمخوار تیرا	اٹھا غم رکھا امید امداد حق سے
کہ ہے رحم حق کا مددگار تیرا	نہ ڈار فوج عصیاں ہی گرچہ بہت
تو چاکر ہے اس کا وہ سردار تیرا	اسی کی تو خدمت میں رہ دل سے ہر دم
کہتا جاوے ہر غم یہ آزار تیرا	تو پڑھ اس مناجات کو پنج وقتی
کہ رو کرنا ہرگز نہیں کا ر تیرا	الہی قبول ہو مناجات میری
درد و اور سلام ہوئے ہر بار تیرا	نبی کریم آل اصحاب سب پر
الہی ہے رحم بسیار تیرا	میرے پرستار ماں باپ پر بھی

غزل نعتیہ بر آستانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اب آپڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول	کر کے شہر آپ پہ گھر بار یا رسول
ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول	عالم نہ منتفی ہوں نہ زائد نہ پار سا
پر ہوں تمہارا مہم مرے مختار یا رسول	اچھا ہوں یا برا ہوں غرض جو کچھ ہوں ہر
ہوں نجلت گناہ سے سرشار یا رسول	کس طرح آہیں کروں خد میں حال عرض
میں گرچہ ہوں تمام خطا دار یا رسول	ذات آپ کی تو رحمت و شفقت ہے سرسبز
کیونکر کر کم کی بس اک بار یا رسول	کر کے نہ میرے فعل برے پر نگاہ تم
اُسدن نہ بھولنا مجھے زہنار یا رسول	جسہ تم حاصیوں کے شفیع ہو گئے پیش حق

لیجو خدا کے واسطے اُس دم مری خبر
 تم نے بھی گرنے کی خبر اس حال زار کی
 دوڑاں جہاں میں مجھ کو وسیلہ آپ کا
 کیا ڈری اسکو شکر عصیاں جرم سے
 گھیریں ہر طرف مجھے درد و غم نہا
 ہوا ستانہ آپ کا امداد کی جبین
 عصیاں کا میرے کھٹے اخبار یا رسول
 اب جا کہاں تباہیہ لاچار یا رسول
 کیا غم ہو کر چہوں میں تھوڑا یا رسول
 تم سا شفیع ہو جسکا مدد گاریا رسول
 اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسول
 اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

غزلِ نعتیہ برآستانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ذرا چہرے سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
 مجھے دیدارِ ملک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
 کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
 مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
 اٹھا کر زلفِ اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
 مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ
 شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
 تمہیں چھوڑا سب کہاں جاؤں تباہ یا رسول اللہ

بیسا۔ تمھارے شہر بیت دیدار کا عالم
 کہ تم کا اپنے اک پیالہ پاؤ یا رسول اللہ
 خدا عاشق تمھارا اور ہو محبوب تم اس کے
 ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ
 بت سے جا کر پردہ مغرب میں ماہ و خور
 گرا اپنے حُور کا جلوہ پاؤ یا رسول اللہ
 لگے گا جوش کھلنے و دو بخود دریا شے بخشائش
 کہ جب تبت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ
 یقیناً کہ کوئی پیاں نہ
 جو میدان میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ
 مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمھارا اُمتی عاصی
 لہنگاروں کو جب تم بخشاؤ یا رسول اللہ
 ہوا ہوں نقس اور شیطان کے ہاتھوں سے بہت
 مرے اب حال پر تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ
 اگر چہ نیک ہوں یا بیمار ہو چکا ہوں میں
 تم اب چاہو ہنسناؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں سے فرمایا کہ تم

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

میں سے فرمادے کہ

مشرق کر کے دیدارِ مبارک سے مجھے یک دم

ملا دیا ول اللہ

خا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے آکر

اس کی آتش کو بجھا دیا ول اللہ

پنے دامِ عشق میں امداد عطا کر

بس اب قید و غم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

غزلِ نغمہ

دے ہر رخ کعبہ خبر روئے مدینہ	مکہ میں ہوں پہنچے ہوں مے مدینہ
دل اُٹنے لگا ہو کے ہوا سوئے مدینہ	لانے لگا اب بادِ سبیل جوئے مدینہ
یار سب سے لگا ہوا کہنگ پوئے مدینہ	یوسف کو جلدی ہوئے مدینہ
قربان ہوں بگردِ سر ہر کوئے مدینہ	سب کو بے پروا ہوئے مدینہ
لیکن ہر عجب دلبر و دلجوئے مدینہ	گرچہ میں بہت شہرِ جہاں میں خوش و غصیب
جو دل سے ہوا ساکن پہلوئے مدینہ	تسکین دے تے اسکو یہاں وہاں بھی
طوطی نہاں ہے شاخِ گوئے مدینہ	دل غرقِ طلاوت ہے شہرِ کراستان
ہر اصلِ مریب کی وہی جوئے مدینہ	انہا فیوضات میں عالم میں جہانِ شک

عالم سے مرا
 وچھپس گیا اندر خم گیسوئے مدینہ
 سو دریاں سب دریاں وہ خون
 لی جس نے کشت نہ بازوئے مدینہ
 خوش آوے کہ اس شہر کا خوشبوئے عالم
 جس کے لبی مغزیں ز شہرے مدینہ
 سہی ایسے کلام اپنی زباں سے
 بے لئی زباں اپنی مدح گوئے مدینہ
 تیرے
 دل نرم تھے کیا سحر خوشبوئے
 نہ اگر ہر دہرے مدینہ
 کتبہ

امداد دے منت گوہر و صلوات و سلامی
 یا رب ہونش رشتہ نیکوئے مدینہ

غزل تعلیم

کے ہے شوق نبی یہ آکر چلو مدینے چلو مدینے

میں ہونگا دل سے تمھارا رہبر چلو مدینے چلو مدینے

صبا بھی لاسے لگی ہے اب تو یہ شہر تعلیم طلبہ

کے ہے شوق اب ہمیں اڑ کر چلو مدینے چلو مدینے

خدا کے کمر میں تو رہ چکے بس عمر بھی آخر ہوتی ہے آخر

مری تپاب کو اب تو چلو مدینے چلو مدینے

شہر شہر کہ پیر سے ہمارا جو دلوں عالم کی چاہی دولت

سرمقدم ہو کے در

یہ جذبے عشق محمدی ہیں لو آئیں گے کینچنے پیر

کسے ہے ہر دل جو کہ چلو مینے چلو مینے

وعصیاں ہر اک شہر میں بچے نمایاں

تو دیکھ یہ کہہ کر چلو مینے چلو مینے

رجب بچتے ہیں بے پینے بھرے قنبری مینے

صدایہ کے پیر پل مینے

ہلاکت املا ابوالی جو فون عصیاں نے کی چڑھائی

نجات چاہتے تھے برادر چلو مینے چلو مینے

غزل

نہ دیکھا داغ دل، گلزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نہ دیکھا خار میں گل، خار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اگرچہ کوئے باغ میں تھا چہرے کے سر مارا

نہ دیکھا یار کو، گھر بار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ثنائے دو عالم ہے مرے دلدار کا کو چہ
 جہاں کے گلشن و بازار کہ
 ناں کی تجلی چاہئے دیکھ
 مہ و نور شد کے انوار

ریش بیخ نگاہ یار کو تم نے
 اگر شمشیر کی اک دھار کو دیکھا کیا دیکھ
 ہماری چشم۔ لعل و گہر کی دیکھ کے بارش
 پاپر ابر گوہر بار کو دیکھا کیا دیکھ
 لب زندان دلبر سے آب و تاب دیکھ
 اگر کسی شہساز کو اب تو کیا دیکھ
 یہاں تو کہ شہ پر تخت دل کی دیکھ جانتا ہی
 وہاں منصور صاحب دار کو دیکھا تو کیا دیکھ
 طبیعوں نے آج مرض اپنا خوب کر دیکھا
 نہ دیکھا حال اس بیمار کو دیکھا تو کیا دیکھ

نہ دیکھا ایک بھی تم نے اگر دردِ جدائی کو

ہے گرچہ لاکھ آزار کو دیکھا تو کیا دیکھا

یاں جو دکا۔ اسی دم دیکھ لے غافل

دیکھا اول، آخر کار کو دیکھا تو کیا دیکھا

دل مضطرب میں ظارِ یار کو دیکھا چاہئے دیکھا

دیکھا سایہ میں زار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نظارِ جب کھل گئی اپنی جسے دیکھا اُسے دیکھا

دیکھا آپ میں دلار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ادھر دیکھا ادھر دیکھا جدھر دیکھا اُسے دیکھا

نہ دیکھا یار میں اغیار کو دیکھا تو کیا دیکھا

اسے دیکھا اُسے دیکھا نہ دیکھا نہ وہ دیکھا

نہ دیکھا ایک کو دو چار کو دیکھا تو کیا دیکھا

ہمارے شعرا و ادبا الہی سے ہیں ٹپکے بھو

چہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

چہ دفترِ اشعار کو دیکھا تو کیا دیکھا

نوکل سے۔ بس خوان اپنا

— 617 —

The map shows the northern Adriatic coastline of Italy and Slovenia. Sampling stations are marked with numbers 1 through 10. Station 1 is near the Italian coast, while stations 2-10 are further offshore. The map includes latitude lines (45°N, 46°N) and longitude lines (13°E, 14°E). A scale bar indicates distances up to 100 km.

پیچ سیم پر سر کرتے

بھوک اپنی ہے خورش پیاس ہے اپنا اثریت

پیش اپنی ہے لباس

مٹائی ہے ہمیں تاج و سریر شاہی

ان قسم کے سرو سامانی

مالہ گلشن

کثرتِ دافع میسر ہے

و ابگاہ اپنی ہے اک خاک کی اسٹھی آخر

کیوں عیث

سے توقع یارو

ہاں دل سا مہرباں

رد و غم مرے دردی ہے نہ کوئی غمخوار

ہم ہی توار ہیں اور درد سے درماں اپنا

آسکے غم مرے حنائے دل میں کیے

کہ خیال رنج دل دار سے درماں اپنا

کرتے ہو سیراے امداد

یہی باغ ہے اپنا یہ

کون سنتا ہے کہو اپنی پریشانی

ہو پریشاں جو مٹنے جاں پریشاں اپنا

غزلِ نعیمہ

جوں نقشِ دل جاڑوں پہ

جوں بے جاڑوں پہ

بے دیکھے نہ ٹھہر گیا یہ فطر کسی صورت

اُجاڑوں میں مر کے دہاں پر کسی صورت

ہو جا مرا شوق ہی رہ کر صورت

ہم میں جو اے کشش شوقِ دید

جے بلبلِ دل شائقِ گل و پیر

جوں نقشِ قدمِ شائستہ لے کر سے

کھایا کروں یا ترسے
 شے نہ روں یا ترسے
 دیں ساتی کوثر
 ہو جا کہیں سرسبز مرا نخل قنط
 سر پریشان

اے اشہر رکا ترچے تھم کسی صورت
 ہو جائے مرا گھر مجھ کو
 لبوں سے مرے
 نے نظر گنبد اخف

قرآن مجید

ذکر کرنا خدا اور ہے تذکر عیث
 یوں انہی پر قسم
 اللہ کے کون جہود الفت
 لائی ہو باد صبا بوئے قدوم
 آئی ہے شاہ کی دنیا میں نوید مقدم
 سیکھتے حق کو ہے سارے علوم حکمت
 پیر کے دن جو ہوتے ہیں عالم پیدا
 لڑا حق سے منور ہے دو عالم دیکھو
 ایک نکتہ عالی کا بیان ہو کس سے

جز کلام حق کہے ہی
 پہلا اس سے ہے ہر بات میں تحریر
 رہے رک کی اس میں ہو تسطیر عیث
 کب اوشی کو نہیں کی تصویر عیث
 لکھنا کی کہ اس میں ہو تحریر
 یہاں آئے ہیں اس کے نام
 پیرایام ہے دن پر جانے پر عیث
 لکھتے ہو وہ و خورشید کی تحریر عیث
 عرش کی اسکی تقابلیں میں ہو تو قیر عیث

یار واپس لفت تباں کی بھی ہر تکفیر عیث
 ہند رنگ رخ گلشن عیث
 کیا کیا اور کی تکفیر عیث
 کیا کیا لک سلیمان کی تفسیر عیث
 سمع و صبا کی اس گھر میں توفیر عیث
 بس عیث حق اکسیر عیث
 نئی اب تو مری آہ کی تاثیر عیث
 رخ کی حق نے کہی کھینچی تصویر عیث

دئے اسلام سے انکے نہ رہا کفر کا نام
 اٹھ گیا ہر کسی گل رنگ کا پردہ منہ سے
 آپ کے بخشش و انعام کی کچھ حد ہی نہیں
 چاہئے عشق و محبت میں سحر ہونا
 دل میں کافی اور تیرا
 جسم اپنا نہ ہر
 یہ سب ہو سیر ہے درجہ
 شکل کو بھی تو نہ چاہا کہ ہر شبہ محبوب

غزل

جان جان کو دیکھ نہ ہو دایر عیث
 مثل امواج کے پانی ہے تحریر عیث
 بس بلند اتنی میاں کہ ہو تعمیر عیث
 ہر فلک سے طلب عزت و توقیر عیث
 چرخ ہی ہے ہوس راحت و تفسیر عیث
 نے جان مانا کیا ہے عیث پر عیث

ہر کے بس شفیقہ نقشہ و تص
 خواں نام و نشان ہاں گاہ ہے میر عیث
 ہو گئے سیکڑوں گھر مثل باد
 مثل انجم و یزدان میں ہاں ہل فروغ
 رام و سوس کو کو اس کے نیچے
 دیکھ غنچہ کو کہ اس سے مل پر مرده

اترنا آپ کو تا کیمیا خود بن جاتا
 لطف جینے کا ہر گراں میں جاں بخش اپنا
 کیمیا اپنی خاکِ قدم پر اسے دل
 ڈھونڈتا پتھر ہی و شمع لئے کچھ تو ضرور
 اے عروسی مری موزوں طبع کے آئے
 مسکن اس بحرِ فنا میں نہ بنا لے

ہو کے میں سلیقہ زلف کرہ کیر عبث
ہنستے ہو کیا مری گر ہو گئی تدبیر عبث
رُشِ غبت سے اپنے میں ستائے ہم آپ
آپ کی چین ہمیں ہم کو سلاسل بس ہے
سرکھینے میں ہوں یہاں آپ میں تمشیر کھینچ
تیغ ابرو کا اشارہ ہے تھکانا کان
سنان ہوں دامانہ کھینچو ہرگز

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

نیر مستول کی نہیں نالہ شکیہ
 لونگا سینہ بٹاٹیکانہ نیر عبث
 تو رواں کرتا ہے فرما دجئے
 ہر پر مارتا ہے اک کایم

خوارشہ جگہیں سے جو
 توں لہو سے ذرا تیرنگہ کو
 چشمہ لکھا ہے کہ کہ
 چشمہ میں دل بہ خواہ

غزل

سچ پریشانی کی رتی نہیں
 ہو گئی جذبِ محبت کی وہ تاثیر عبث
 ایسے مہمان کی کیونکر کر دوں
 کیسے نالہ مرا پا بستہ نیر عبث
 کو کہن تیشہ سے کی کوہ کی کسیر عبث
 یار و پار میں ہے پڑتی ہر زنجیر عبث

گرچہ بار اہبت بگئی تیر
 قسمت لٹی نہری سے لٹا
 دل لکھا ہے کہ کہ
 انکی زلفوں کے آئینہ ہر پیاہ
 ضرب اک مارتا خدائے دل سنگیں پر
 مجھ سادیا نہ بھی زنداں

غزل

اول قدم پھیں کایاں سر قدم نہیں
 موجود کب ہو ہر اول عدم نہیں

نام اسکا دفتر عشق میں ہرگز قدم نہیں
 بے مرگ زندگی وصال سے نہیں

ہے کون سا قیاس ترا جس پر کرم نہیں
کرتا ہے جو کبوتر

ہم پر حفاظِ جوڑ جو کچھ ہے نصیب کے
پھول اور نہ جسم و دل

غم میں ہے عالم مگر ہم

روڈ ہے خلق میری خرابی کو دیکھ

اے شہرِ جان صحبت پروانہ مفتسم

نہ نہ کر غرور کہ بازارِ عشق میں

اصلان رکھ کے سزا کھادری بار کے

پرایک ہم نہیں

کیا تجھ کو پاس حرمتِ مسیدِ حرم نہیں

دور نہ طریقِ یار کا جو دستم نہ

گوشتے وابر بہاری سے کم

علم تو سبقِ علم کہ کچھ بھی تو علم نہ

تاہور کہ اے ری حشمِ غم

رنہ یہ بچہ حاملہ تاح

زلفِ جہاں پر شش و دم و دم نہ

اور اس یادہ کوئی جگہ محترم نہ

عرش بریں آپ

گر تختِ حسنِ نازِ پاپ

مثلِ نظرِ آریکا آنکھوں میں میرے گھر

یہ بوندِ گل کی کہ تیرے میں ربطِ آہ

سے

لنا کہاں سے ہو کہ کبیرا

تو

بے صفا

پھر ڈھونڈنا غضب ہے کہیں

سایہ

راہ تیری تکتے تکتے دم آنکھوں میں آ رہا
 آج انظر کہیں دم واپس ہوں میں
 دام بلا میں کر باچھنسا
 مدت جو تپہ ترا پاتا نہیں ہوں میں

غزل

آؤں ہم کو دیں انکو مبارکباد ہم

ریہی ڈر ہے نہ پڑ جائیں برست باد ہم

چھوٹ جاتے گرفتار سے تیرے اک صیاد ہم

ہو رہے ہیں بتو گویا آسیاء باد ہم

نچ رہے ہیں بلوچستان کے باد ہم

زنج کراہاں ترا مانیں گے صیاد ہم

لڑ رہے ہیں بہت ہی نالہ و فریاد ہم

قتل کر ہم کو تھے قربان میں آجلاد ہم

ہر دواں خود کیا کریں پھر نہ جھکو آفصاد ہم

کے لئے ہیں آؤں ہم

کے لئے ہیں آؤں ہم

خانہ تی کہ ہر بے انگ سے کھو کر

خاک ہو کر آپڑے ہیں اب تو کسے یار میں

ہیں ہم صید سے بھر جائے پھنستے دام میں

کھائی گئے ہیں ہم نے ہوا

جو اس سے دام زلفوں میں پھنسا

ہے یہ چھین گئے تو ہماری فکر سے

ایک ہی نالہ اگر ہنجا دیاں

ہیں ان کے لئے

بال بال اپنا ہے نشتر برین موسیٰ

قصر حبت کا ہے تم کو مبارک دعا غلطو!

زہر و تقویٰ عبادت کے مارا ہوتیں

اپنے دشمن آپ ہیں اور آپ ہیں اپنے دوست
 لیکن آپ ہیں آپ ہیں آپ ہیں آپ ہیں
 شادی و غم اپنا جو لطف تو یہاں ہے
 ہے برابر ہو کہ تو میری لطف و صلہ یار
 ہم سب ہم پر آپ ہیں غم و رنج
 نزل و اپنی زبان و بات
 اور اس پر کہتے ہیں اللہ کی امداد ہم

غزل

میں جان لیوں میں تو نہیں ہو کر
 رہو ہو پردہ و لیں مے پایے نہاں ہو کر
 نہ کہیں کہیں ہم پوشیدہ سر الفت جان
 نہ کہیں کہیں ہم ملکہ خاک میں سر سبز بار آور
 نکالیں بحر الفت کے در مطلوب جن کے
 اٹھایا بار غم تو نے و لاصد آفریں تجھ کو

غم کے
 دہ بند زنا
 آبِ حیات کے گزیر
 بچ کر
 رگش

کماں چاہئے کہ کر کے ترک کر گھر بار کو اپنے
کماں چاہئے کہے ڈھٹے نہ ہو جسکا کوئی تہیج نہ
تھے رہ پیوے ناٹھا اند کو در سے
ملے ہو گو ہر مسئلوہ تہ سے ان کو

صوفی شیخ عالم مسند نشین ہو نہیں
عافل ہو یا دیوانہ ہو یا جنون ہو یا ہوش
گناہ بے نشان ہوں فیتاں ہوں تا مور
پھیلا بھی ہو آنکھوں پر یہ نور
میں چائے ماہ ہر سائے نامح
مت کر زکوٰۃ حسن سے محروم بہر حق
گرچہ ذلیل و خوار ہوں امداد سادے

کہ صورتِ انکی آنکھوں میں چھپ رہے پاسا
یہ لیں رہ جاتے ہیں بس شور و غبار
ماداغِ دل کی سیر تکوینِ ستار
انار

مرض عشق میرا پڑا ہے ناتواں ہو گیا
کہ جسکے نہ گیا اچھوٹے دل اثبات ہو گیا

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

حریف نفس کہ عقل جو بحر معانی ہے
 ہر اپنا نطق بہ نقطہ میں تنگ شکر رکھتا
 ہر بیداروں سے اپنے درد کی کرنی دوا ایسی
 نہیں کہ شکر ہونا مقید بند عزت میں
 گل آساج پری ہیں لے حسرت کچھ خیالے
 جو ز آتش میں غم ہو جا تا خاکستر سے تھا ہے
 لئے جاتا ہر کوثر ساتھ صحرائے قیامت میں
 ہمارے جرم سے ہیں بر جبین عفو ہواس کا
 سکے ہر دیکھنا بادیدہ کثرت نور وحدت کو
 نہ کیوں ہو رنگ آئینہ کا ہر سونے روشن کر
 عیش کھاتا ہر فکر رزق میں غم سخت لیا
 بڈاریں قہر سے گردہ نہیں شکوہ ہمیں ان سے
 بلاویں مہربانی ہر بڈاریں کچھ نہیں شکوہ
 مثال جان تن کو مجھ میں اس میں قرب پھر دے

کہ روغن پر کبھی غالب نہیں ہو سکتا پانی ہر
 عداوت بخش تلخوں کو مری شریں باتی ہر
 کہ لوگ خاک پر انکس کثردم سے اٹھانی ہر
 مثال اسم اعظم بلکہ خود عظمت بڑھانی ہر
 جو کھوتا خوا غفلت میں شب جوانی ہر
 جوانی کا اعلیٰ پری میں پری میں جان ہر
 کہ جوا شکامت سے لئے آنکھوں میں پانی ہر
 کہ آئینہ کو بد صورت سے کب ہوتی گرانی ہر
 کہ حرف جہم ہر ایک شاہ روح و معانی ہر
 مجھے زشتی و حاصل کعبہ مقصد جانی ہر
 کہ تائب و تپیر میں قذائے لعل کانی ہر
 بلاویں مہربانی تو ان کی مہربانی ہر
 ہمیں انکی بہر صورت بجا مرضی کو لانی ہر
 میں کھلتا ہر لے املاد کیا سر نہانی ہر

نہ دونا شاد کو آرام دن کو اور نہ شب کو غم
 اچھی لے دل مہیں کیا عادت ایذا رسانی ہر

غزل

رُخ سے کاکل اٹھا دیا کس نے
 لاکھ کو ایک، ایک کو لاکھوں
 عرشی و فرشی جس کو پانہ سکیں
 ڈھونڈنے اسکو نکلے آپ کو کھویا
 ابرگیاں میں برق حسن دکھا
 منہ تو عاشق سے پھیرا تو نے اُسے
 ہے نہ عالم میں وہ تو عالم میں
 نغمہ سردی سنا کے ہمیں
 شعلہ رخ دکھا کے اپنا ہمیں
 عشق معشوق عاشق اک کہہ کر
 میں تو نام و نشان مٹا بیٹھا
 اول آخر عیاں نہاں ہو کر
 شخص واحد بیکروں میں نام
 ہنستے ہنستے جو دم میں رونے لگی
 حُسنِ یل دکھا کے لے امداد
 رات میں دن دکھا دیا کس نے
 کر کے ظاہر چھپا دیا کس نے
 میرے دل میں سما دیا کس نے
 تجھ کو اس میں گما دیا کس نے
 روتے روتے ہنسا دیا کس نے
 ہنستے ہنستے رُدا دیا کس نے
 شور اس کا مچا دیا کس نے
 ست و بخود بنا دیا کس نے
 سر سے پاتمک جلا دیا کس نے
 ہر وحدت سمجھا دیا کس نے
 شہرہ میرا اڑا دیا کس نے
 حرفِ شرکت مٹا دیا کس نے
 ایک ایک کو سو بنا دیا کس نے
 شمعِ تجھ کو جلا دیا کس نے
 تجھ کو مجھوں بنا دیا کس نے

مقالات حضور نبوت پاکؐ

(۱) صدیق وہ ہے جو خدائے تعالیٰ جل شانہ سے سچی دوستی کرے۔ نیکو کاری میں اس کی دوستی خلوت و جلوت اور رنج و راحت اور تنگ حالی ہر حال میں قائم رہتی ہے اپنی حاجتیں حق تعالیٰ جل شانہ سے طلب کر دے۔ مخلوق سے مت مانگو۔ اگر مخلوق سے مانگے بغیر چارہ نہ ہو تو اول اپنے قلوب کے اعتبار سے حق تعالیٰ پر داخل ہو۔ پاس وہ غم کو جیتل میں سے کسی خاص جہت سے مانگنے کا اہتمام فرما دے گا۔ اس وقت مخلوق سے مانگنا بھی تمیل حکم بن جاویگا۔ پھر تم کو دہاں سے لایا نہ ملا تو دونوں امر خدا ہی کی طرف سے ہونگے نہ مخلوق کی طرف سے۔

(۲) اے عالم! تو اپنے علم کو دنیا داروں کے پاس پیچھے اٹھ کر سیلا مت کر۔ باعزت شے کو ذلیل شے کے عرض فروخت نہ کر۔ علم تو باعزت ہے اور ذلیل وہ دنیا ہے جو ان کے ہاتھوں میں ہے۔ مخلوق قادر نہیں ہے کہ جو چیز تیرے مقصوم میں نہ ہو وہ تجھ کو دیدے۔ تیرا مقصوم تو صرف ان کے ہاتھوں جاری ہوتا ہے کہ دینے والا تو خدا ہے اور واسطہ بن گئی مخلوق پس جب تو صابر بنا رہے گا تو ان کے ہاتھوں تیرا مقصوم آدے گا۔ تیرے معزز ہونے کی حالت میں تجھ پر افسوس! جس کو خود دوسرے کی طرف سے رزق ملتا ہے وہ دوسرے کو رزق نہیں دے سکتا۔ جو خود عطا کا محتاج ہے وہ دوسروں کو عطا نہیں کر سکتا۔ اللہ کی عبادت میں لگ اور اس سے طلب کرنا ترک کر، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ تو اس کو قلائے اور اپنی مصلحت سے اس کو واقف کرائے۔ قلب کے بغیر صرف زبان کے ذکر میں نہ تیری عزت ہے نہ وقعت اس ذکر تو قلب اور باطن کا ہے۔ اس کے بعد درجہ ہے زبانی ذکر کا جب بندہ

کے لئے حق تعالیٰ کی یا یسوع ہو جاتی ہے۔ تو حق تعالیٰ اس کو یاد فرماتا ہے چنانچہ
ارشاد فرمایا ہے۔ "تم یاد کرو بخد کو میں یاد کروں گا تم کو۔ اور میرے شکر گزار رہو۔
اور ناشکری مت کرو۔" (اداکر دنی اذکر وکمدواشکر دلی ولا تکفرون) (۱)
اللہ تعالیٰ ہر دن ایک جدا نشان میں ہے کسی کو آگے بڑھانا ہے کسی کو پیچھے ہٹانا
ہے۔ کسی کو رفعت دیتا ہے کسی کو پستی۔ کسی کو عزت بخشتا ہے کسی کو ذلت۔ کسی
کو معزول کرتا ہے کسی کو بحال۔ کسی کو مارتا ہے کسی کو جلاتا ہے۔ کسی کو زکوٰۃ بناتا ہے کسی
کو مفلس۔ کسی کو دیتا ہے اور کسی سے لے لیتا ہے۔ اللہ کے بندوں پر حالات
اوستے بدلتے رہتے ہیں۔ مگر وہ گردن جھکائے سچی بندگی اور حسن ادب کے قدم
پر جتے کھڑے رہتے ہیں۔

(۲) حق تعالیٰ کا راستہ وہ راستہ ہے۔ جس میں مخلوق ہے خاسباب اور نہ اپنی
واقفیت ہے اور نہ کوئی مسمت یا دروازہ اور نہ اس میں کسی مخلوق کی ہستی۔ پس جسم
رہا کے ساتھ اور دل آخرت کے ساتھ اور باطن برائی کے ساتھ۔ باطن حاکم ہوتا
ہے قلب پر اور قلب حاکم ہوتا ہے نفس مطمئنہ پر اور نفس مطمئنہ حاکم ہوتا ہے جسم
اور اعضائے باطن حاکم ہوتے ہیں مخلوق پر جب بندہ کے لئے یہ صحیح اور کامل ہو
جاتا ہے تو جنات اور انسان اور فرشتے اس کے زیر قدم ہر جاتے ہیں۔ اور سب
دست بستہ کھڑے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ مسند قرب میں بیٹھا ہوا۔

(۳) صاف جزا ہے! اس پر تقدیر کی ناپ کے سامنے پر جا۔ خواہ وہ تجھے پیس ڈالیں
یا تیرے اوپر کو ہو کر گزر جائیں۔ کیونکہ جو خدا کی راہ میں تلف ہوتا ہے۔ اس کا ثمن الہی
خدا ہی کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر وہ تیرے اوپر کو ہو کر گزر جائیں تو ان سے وابستہ
رہ۔ تقدیر کے تیروں کا نشانہ بن جا۔ کیونکہ جب تو تیرے تقدیر کا نشانہ بن
جائے گا ان سے گھبرائے اور بھاگے گا نہیں تو اس کا وقوع محض گھروٹ بنے گی